امیر و مبلغ انچارج :- شیخ مبارک احمد

ایڈیٹر : عبدالرشید یحییٰ
مقبول احمد قریشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتِ احمدیہ امریکہ کا ترجمان

جنوری 1987

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

لندن

پیارے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ۔ امیر و مبلغ انچارج امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے طوسان کی زیر تعمیر مسجد کی نہایت خوبصورت تصاویر موصول ہوئیں ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ بہت خوبصورت مسجد تعمیر ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے بہت بہت مبارک کرے اور اس مسجد کو ایسے نمازی عطا کرے جو تقویٰ کے لباس سے مزین ہو کر اس مسجد کو آباد کریں اور ہمیشہ آباد رکھیں ۔ خدا کرے کہ یہ مسجد طوسان کے علاقہ میں بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے ، سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچنے والی ہو اور عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو ۔ آمین

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر
خلیفۃ المسیح الرابع

مسجد احمدیہ طوسان

تکمیل کے آخری مراحل میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P.O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

تربیتِ اولاد

ملفوظات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بروقت تنبیہہ

"بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اس کی ماں آئی تو اُس نے ماں کے پاس جا کر اسے کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا۔ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے۔ کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتی تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔"

(ملفوظات جلد دوم ص ۳۷۳)

"ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ہر ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں۔ اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔" (ملفوظات جلد دوم ص ۵)

"اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو۔ تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقتِ مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغضوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔"

(ملفوظات جلد دوم ص ۴)

اولاد صالح ہو طالع نہ ہو

"بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کیلئے کچھ مال چھوڑنا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے۔ مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالع نہ ہو۔۔۔۔۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی۔ جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے۔ وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے

اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دُعائیں کرے۔ اس صورت میں خدا تعالےٰ اس کا تکفل کرے گا۔ اور اگر بد چلن ہے تو جائے جہنم میں اس کی پرواہ تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا جوان ہُوا۔ اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو۔ اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۹)

نیک نمونہ

"پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عُمدہ نمونہ نیکی اور تقوےٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو۔ اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۹)

خدا تعالیٰ سے تعلّق

"خوب یاد رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو جاوے کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کو دیکھو کہ کیا وہ پیغمبروں کی اولاد نہیں۔ یہی وہ قوم ہے جو اس پر ناز کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ مگر جب انہوں نے خدا تعالیٰ سے رشتہ توڑ دیا اور دُنیا ہی دنیا کو مقدم کر لیا تو کیا نتیجہ ہُوا؟ خدا تعالیٰ نے اسے سؤر اور بندر کہا ... پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۰)

صالح کی اولاد سے خدا تعالیٰ کا معاملہ

"اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالےٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السّلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچّوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۰)

عقائد کی اصلاح ہو اور اخلاقی حالت کو درست کیا جائے

"حاصل کلام یہ کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں۔ مگر نہ اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لئے کہ دُنیا میں ان کا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔ اور نہ اخلاقی حالت کو دُرست کیا جاتا ہے ..... اللہ تعالیٰ نے (تو) اولاد کی خواہش کو اس طرح قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ یعنی خدا ہم کو ہماری بیویوں اور بچّوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔ اور یہ تب ہی میسّر آسکتی ہے کہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں۔ اور خدا کو ہر شئے پر مقدم کرنے والے ہوں"

ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳

اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ

ایک معبودِ لاشریک لہٗ،
ربِّ کعبہ تجھے بنایا ہے
سرِ تسلیم کیا جُھکایا ہے
کوئی تصویرِ دل خدایا ہے
تیری دہلیز پہ جُھکے ہم لوگ
تیرا در ہم نے کھٹکھٹایا ہے
ہے گرفت اپنی ایک حبل اللہ
بارہا تم نے آزمایا ہے
آؤ لوگو کہ یہ ہے راہِ حق
ہم نے حق کو کبھی چھپایا ہے؟
کچھ جیالوں نے خُون لُٹا کر آج
عہد و پیماں یونہی نبھایا ہے
رحمتِ حق نے آ کے تھام لیا
کفر نے جب کبھی دبایا ہے
کربلا کی اذیتیں تازہ !!
دِل معصوم کو دکھایا ہے

ہے حسنؓ اور حسینؓ کا اسوہ
دِل میں اِک وہ جنوں سمایا ہے
ہم مسیحا کے متبع لاریب
نہ رسن سے یہ دل چُرایا ہے
نعمتِ حق، قیادتِ طاہر
جذبۂ شوق کیا جگایا ہے
کس نے لبیک کی صدا دی ہے
دار پہ کون مُسکرایا ہے
یہ جماعت خُدا کے بندوں کی
ورنہ خوں میں کوئی نہایا ہے
ہے نگہباں خدائے عزّ و قدیر
پھر مقابل پہ کون آیا ہے
پھر مقدّر میں جیت ہے سالک
بارہا ہم نے یہ بتایا ہے

(امین اللہ خان سالک)

داعی الی اللہ بننے کے چند اصول

بیانات فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رب العزت کا ارشاد ہے :-

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(حٰمٓ سجدہ آیت ۳۴)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں ۔

قرآن کریم کی اس آیت میں داعی الی اللہ بننے کی تحریک و تلقین کی گئی ہے اور سب سے زیادہ معزز قول و فعل اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا قرار دیا گیا ہے ۔ فی زمانہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں ۔ اب اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے اور حضور انور کی دعاؤں کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم روزمرہ کے اوقات میں سے سب سے زیادہ وقت داعی الی اللہ ہونے کی حیثیت سے گزاریں ۔ اسی مقصد کے پیش نظر چند بنیادی اصول سپرد قلم کئے جا رہے ہیں ۔

۱۔ سب سے پہلے اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے

داعی الی اللہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنی اصلاح کرے ۔ بصورت دیگر کسی کا اللہ کی طرف بلانا نہ صرف یہ کہ فائدہ مند نہیں ہو سکتا بلکہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ٹھہرتا ہے ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ پہلے خود روشن ہو اور اپنی اصلاح کرے ۔ دیکھو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے ۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاٹھی مارنا آسان ہے لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح

کرے اور خیر خواہی کرے وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے۔ قدیم زمانہ کے رشی اور اوتار جنگلوں اور بنوں میں جاکر اپنی اصلاح کیوں کرتے تھے۔ وہ آجکل کے لیکچراروں کی طرح زبان نہ کھولتے تھے جب تک خود عمل نہ کر لیتے تھے۔ یہی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کی راہ ہے جو شخص دل میں کچھ نہیں رکھتا۔ اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کی طرح ہے جو جھگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بھر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجھی جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۲۱۱)

۲۔ حکمت سے بات کی جائے۔

داعی الی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکمت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حکمت کیا ہے؟ لوگوں کے عمل، عقل، طبیعت اور وقت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے احسن رنگ میں دعوتِ حق دے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دیا گیا۔ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ سے ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس جَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو اور اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے"۔ (ملفوظات جلد پنجم ص۱۲۶)

۳۔ نرمی سے بات کی جائے

داعی الی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ انتہائی نرمی سے بات کرے۔ قابلِ قدر رشتے دردِ دل ہے۔ مخاطب یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ بات کرنے والے کے دل میں میری ہمدردی ہے اور اس کی بات نہ مان کر میں بہت زیادہ نقصان کر لوں گا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"ہمارے لوگ مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں۔ ان کی درشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں۔ چونکہ یہ خیالات مدت مدید سے ان کے دلوں میں ہیں۔ رفتہ رفتہ ہی دور ہوں گے اس لئے نرمی سے کام لیں۔ اگر وہ سخت مخالفت کریں تو اعراض کریں۔ مگر اس بات کے لئے اپنے اندر قوتِ جاذبہ پیدا کرو اور قوتِ جاذبہ اس وقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنو گے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم ص۲۳۲)

۴۔ صبر اختیار کرے۔

بسا اوقات ایک داعی الی اللہ کو بہت ساری غیر اخلاقی باتیں سننی پڑتی ہیں اور مزید یہ کہ اس کی بزرگ ہستیوں کے خلاف دلآزار اور اہانت آمیز کلمات کہے جاتے ہیں۔ ایسے اوقات میں جوش

کو دبانا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں صبر کرنا داعی الی اللہ کا بہترین ہتھیار ہے حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔

" اگر ہمیں کوئی گالیاں دیتا ہے تب بھی صبر کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کے پیرو مرشد کو گالیاں دی جائیں یا اس کے رسول کو ہتک آمیز کلمے کہے جاویں تو کیسا جوش ہوتا ہے مگر تم صبر کرو اور حلم سے کلام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا اس وقت کا غصہ کوئی خرابی پیدا کر دے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو یا کوئی مقدمہ بنے۔ جس سے سب کو تشویش ہو۔ سب نبیوں کو گالیاں دی گئی ہیں یہ انبیاء کا ورثہ ہے۔ ہم اس سے کیونکر محروم رہ سکتے تھے۔ ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو۔ گویا تم کو غضب کے قویٰ ہی نہیں دیئے گئے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲۸)

" تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی کی نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۶۴)

۵۔ مطالعۂ کتب

داعی الی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم دین سے واقفیت رکھتا ہو۔ قرآنی علوم اور حدیث سے واقفیت کے ساتھ ساتھ سلسلہ کا لٹریچر زیر نظر رکھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی کتب جو قرآن و حدیث کی تشریح میں ہی لکھی گئی ہیں کا مطالعہ کرتا رہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

" سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۶)

" وہ شخص جو ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم)

۶۔ تبلیغی نشست

ذکر تھا کہ آریہ لوگ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتے ہیں فرمایا :۔

" ہماری رائے میں ہمارے احباب کو یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی ہفتہ وار کمیٹی میں ایسی باتوں کی تردید کیا کریں اور بذریعہ اشتہار ان تمام لوگوں کو مدعو کیا کریں جو کہ اعتراض کرتے ہیں۔ یہ طریق نہایت امن اور عمدہ تبلیغ حق کا ہے۔ اور خیرت دین کے

بہت اقرب ہے۔"
(ملفوظات جلد پنجم ص۳۸۳)

۷۔ تبلیغی پمفلٹ

ایک صاحب نے سوال کیا کہ لوگ آپ کو سادہ مزاج کہتے ہیں۔ اس لئے کہ کتب مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ فرمایا:۔

"گفتہ اند کہ نکوئی کن ودر آب انداز کتابیں ہم مفت دیتے ہیں مگر اس میں ہماری سادگی نہیں ہے اور نہ ہم غلطی پر ہیں ہمارا منشاء تبلیغ کا ہوتا ہے اگر ہزار کتاب شائع ہو اور ایک شخص بھی راہ راست پر آجاوے تو ہمارا مطلب پورا ہوگیا۔"
(ملفوظات جلد پنجم ص۱۸۶)

۸۔ مباحثہ و مناظرہ سے پرہیز

داعی الی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ مباحثہ و مناظرہ سے پرہیز کرے۔ کیونکہ ہمارا ماحول اس کا متحمل نہیں ہو سکتا اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں

"جب دو شخص مقابل میں کھڑے ہوتے ہیں۔ جب تک وہ یہ ثابت کرکے نہ دکھا دیں کہ دوسرا مذہب بالکل غلطی پر ہے اور اس میں صداقت اور روحانیت کا حصہ نہیں وہ مردہ ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے اسے تعلق نہیں ہے تب تک اس کو اپنے مذہب کی خوبصورتی دکھائی شکل ہوتی ہے۔ کیونکہ دوسرے کے معائب کا ذکر کرنا ہی پڑے گا۔ جو غلطیاں ہیں اس میں اگر ان کا ذکر نہ کیا جاوے تو پھر اظہار حق ہی نہیں ہوتا تو ایسی باتوں سے بعض لوگ بھڑک اٹھتے ہیں۔ وہ نہیں برداشت کر سکتے۔ طیش میں آکر جنگ کرنے کو آمادہ ہوتے ہیں۔ لہذا موقعہ بموقعہ مصلحت کے خلاف ہے۔"
(ملفوظات جلد پنجم ص۱۴۲)

۹۔ فرد واحد پر زور دینا ٹھیک نہیں

حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"فرد واحد پر ہدایت کے لئے زور دینا ٹھیک نہیں ہوتا اور نہ اس طرح کبھی انبیاء کو کامیابی ہوتی ہے۔ عام دعا چاہیئے پھر جو لائق ہوتا ہے وہ اس سے خود بخود متاثر ہوتا ہے۔"
(ملفوظات جلد پنجم ص۲۳۲)

۱۰۔ مخالفت سے مایوس نہ ہو

جھوٹوں کی مخالفت نہیں ہوا کرتی۔ مخالفت ہمیشہ راستبازوں کی ہوا کرتی ہے مخالفین ہر طرح سے ستانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دکھ دیتے اور مذاق کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں داعی الی اللہ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مخالفین بالآخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی شریعت کی خاصیت رکھتی ہے ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں۔ ان کی تبلیغ کے خاص ذرائع پیدا کرنے چاہئیں۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۳۶)

۱۴۔ استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت اور دعا

سیدنا حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"ہمارے غالب آنے کے ہتھیار، استغفار توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو۔ اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو، خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو بچو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۰۳)

"دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میں نے اپنے احباب حاضرین اور غیر حاضرین کے لئے جن کے نام یاد آئے یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی تو وہ سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کے لئے یہ بڑی نشانی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۳)

۱۵۔ داعی الی اللہ کے لئے عظیم الشان خوشخبری

سیدنا حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں۔ وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے۔ اور اس کا وجود خدا کے لئے، خدا کے رسول کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے......

ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرح اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے......

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں۔"

"جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے۔ اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔ زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔ ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے۔ جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور وغل ہوا ہے۔ وہاں ایک جماعت تیار ہوگئی اور جہاں لوگ اس بات کو سنکر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد پنجم ص۳۱۱ - ۳۱۰)

۱۱۔ جذبہ اور جنون

جب تک جذبہ اور جنون نہ ہو۔ غیر معمولی کامیابی نصیب نہیں ہوا کرتی۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو گندی زیست سے نجات دلانے کے لئے اپنے اوپر موت وارد کرلی تھی۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں .... اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں"

(ملفوظات جلد سوم ص۲۹۱)

۱۲۔ انفرادی ملاقات میں اپنا مقصد بیان کرے۔

سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جلسوں کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے قصے بیان کئے جاویں۔"

(ملفوظات جلد نہم ص۴۱۸)

۱۳۔ شہروں کی نسبت دیہات کی طرف زیادہ توجہ ہو

حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دیہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعوے سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔"

(ملفوظات جلد نہم ص۴۱۶)

"سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ اور